NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

قرآنی قصص میں معاشرتی مفاسد اوران کے انسداد کے اصول: تجزیاتی مطالعہ

"Social Corruptions in Qur'anic Narratives and Principles for Their Prevention: Analytical Study"

Saima Batool
Ph. D. Scholar, Department of Quran and Tafseer, Faculty of Arabic and Islamic Studies
AIOU, Islamabad, Pakistan.
saimabatooltmn@gmail.com

Dr. Souaad Muhammad Abbas
Assistant Professor, Department of Quran and Tafseer, Faculty of Arabic and Islamic Studies AIOU, Islamabad, Pakistan.
souaad.muhammad@aiou.edu.pk

Abstract

This analytical article studies social corruptions in the Quranic narratives and examines the Qur'anic principles used to prevent and reform them. The Quran presents narratives not as detached historical memories, but as moral mirrors through which societies can recognize the inner roots of decline. Envy, arrogance, violence, oppression, sexual immorality, deception, economic fraud, usury, and cheating in measure are not treated as isolated actions; they are shown as symptoms of deeper spiritual and ethical disorder. Through the stories of Cain and Abel, Joseph, Moses and Pharaoh, Shuʿayb, Lot, Qarun, and Luqman, the article argues that the Quranic model of prevention is comprehensive. It begins with faith and accountability, develops through moral training and family discipline, and extends to market ethics, public justice, and responsible authority. The study concludes that Quranic narratives offer a living framework for contemporary social reform. Their relevance lies in their ability to expose the roots of modern crises while providing principles of piety, justice, modesty, trust, knowledge, compassion, and collective responsibility.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
23-03- 2026
Revised:
25-03- 2026
Accepted:
28-03- 2026
Online:
29-03- 2026

Keywords: Qur'anic narratives; social corruption; reform; justice; ethics; prevention; contemporary relevance.

CC BY

1. موضوع کا تعارف

قرآنی قصص محض تاریخی تذکرہ نہیں بلکہ انسانی معاشرت کی اخلاقی تشکیل کا زندہ نصاب ہیں۔ قرآن مجید جب آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، موسیٰ، شعیب، لوط، قارون، فرعون اور دوسری اقوام کا ذکر کرتا ہے تو اس کے پیش نظر صرف واقعات کا بیان نہیں ہوتا، بلکہ ان واقعات کے اندر چھپے ہوئے وہ اصول نمایاں کیے جاتے ہیں جن سے معاشرہ بنتا بھی ہے اور ٹوٹتا بھی ہے۔ اسی لیے قرآن نے قصص کو عقل والوں کے لیے عبرت قرار دیا: «لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔ زیر نظر مضمون میں قرآنی قصص کے اندر موجود معاشرتی مفاسد کا تجزیہ کیا گیا ہے اور یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن ان مفاسد کے انسداد کے لیے کن اخلاقی، ایمانی، قانونی اور تربیتی اصولوں کو سامنے لاتا ہے۔

اس مطالعہ کا بنیادی سوال یہ ہے کہ قرآنی قصص میں معاشرتی فساد کی جڑیں کہاں دکھائی دیتی ہیں، اور ان کے علاج کے لیے قرآن کن اصولوں کو مستقل بنیاد کے طور پر پیش کرتا ہے؟ اس سوال کی اہمیت اس وجہ سے بڑھ جاتی ہے کہ عہد حاضر میں خاندانی انتشار، اخلاقی بے راہ روی، معاشی بددیانتی، طبقاتی تکبر، تشدد، ظلم، افواہ، حسد اور اجتماعی بے حسی ایسے مسائل ،بن چکے ہیں جنہیں صرف انتظامی یا قانونی انداز سے حل کرنا ممکن نہیں۔ قرآن ان مسائل کے پس منظر میں قلب، نیت کردار، تعلق، طاقت اور معیشت کی اصلاح کو یکجا کرتا ہے۔ یہی اس کی امتیازی شان ہے۔

اس مضمون کی بنیاد اس تحقیقی زاویے پر ہے کہ معاشرتی فساد ہمیشہ باہر سے نہیں آتا، اکثر وہ انسان کے اندر سے شروع ہوتا ہے۔ حسد دل میں پیدا ہوتا ہے، پھر رشتوں کو کھاتا ہے، تکبر نفس میں جنم لیتا ہے، پھر ظلم کی شکل اختیار کرتا ہے، حرص مال کے اندر پیدا ہوتی ہے، پھر ناپ تول، سود، دھوکہ اور استحصال کا نظام بن جاتی ہے۔

2. منہج اور حدود

یہ مضمون تجزیاتی منہج پر مبنی ہے۔ اس میں آیاتِ قرآنی، منتخب تفسیری آرا اور قرآنی قصص کے سماجی پہلوؤں کو سامنے رکھ کر معاشرتی مفاسد کی نوعیت، اسباب، نتائج اور انسدادی اصول واضح کیے گئے ہیں۔ مضمون کا مقصد کسی ایک قصے کی روایتی تفسیر پیش کرنا نہیں بلکہ متعدد قصص سے معاشرتی اصلاح کا ایک جامع فریم ورک اخذ کرنا ہے۔ اس اعتبار سے یہ مطالعہ قصص القرآن کو اخلاقی سماجیات، دینی تربیت اور عصری اصلاحِ معاشرہ کے باہمی ربط میں پڑھتا ہے۔

حدودِ بحث یہ ہیں کہ یہاں تمام قرآنی قصص کا استقصا نہیں کیا گیا، بلکہ وہ نمایاں قصص منتخب کیے گئے ہیں جن میں معاشرتی فساد کا کوئی واضح نمونہ سامنے آتا ہے۔ مثال کے طور پر قابیل وہابیل کا واقعہ حسد اور قتل کے فساد کو واضح کرتا ہے، قصہ یوسف خاندانی حسد، کردار کی پاکیزگی، معافی اور اقتدار میں امانت کو نمایاں کرتا ہے، قصہ فرعون سیاسی ظلم، طبقاتی استکبار اور انسانی آزادی کے قتل کو سامنے لاتا ہے، قصہ لوط اخلاقی انحراف کی اجتماعی صورت دکھاتا ہے، قصہ شعیب معاشی بددیانتی اور ناپ تول کی کمی کو موضوع بناتا ہے، اور قصہ قارون مال کے تکبر اور دولت کے فتنے کو نمایاں کرتا ہے[1]۔

3. معاشرتی فساد کا قرآنی تصور

قرآن مجید میں فساد محض بدامنی یا ظاہری خرابی کا نام نہیں۔ فساد اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ کے مقرر کردہ توازن کو

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

توڑ تا ہے، حق کو دباتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے، کمزور کو کچلتا ہے، خواہش کو قانون بنالیتا ہے، اور معاشرتی تعلقات سے عدل، رحم اور دیانت کو نکال دیتا ہے۔ اسی لیے قرآن زمین میں فساد پھیلانے سے روکتا ہے اور اصلاح کو ایمان کا لازمی تقاضا قرار دیتا ہے[2]۔

قرآنی قصص میں فساد کی دو سطحیں مسلسل نظر آتی ہیں۔ پہلی سطح داخلی ہے: حسد، کبر، حرص، شہوت، خوف، تعصب اور ظلم پسندی۔ دوسری سطح خارجی ہے: قتل، فحاشی، معاشی دھوکہ، سیاسی جبر، طبقاتی امتیاز، جادوئی فریب، پیمانے میں کمی اور اجتماعی بے حسی۔ قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ صرف جرم کا نام نہیں لیتا بلکہ جرم کے پیچھے موجود اخلاقی بیماری کو بھی بے نقاب کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قصہ قابیل میں قتل سے پہلے حسد دکھایا گیا، قصہ فرعون میں ظلم سے پہلے استکبار دکھایا گیا، قصہ قارون میں دولت کے غرور سے پہلے خود پسندی دکھائی گئی، اور قصہ شعیب میں ناپ تول کی کمی سے پہلے معاشی بے خوفی دکھائی گئی۔

اس پہلو سے قرآنی قصص کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ معاشرتی اصلاح صرف قانون بنانے کا نام نہیں۔ قانون ضروری ہے، مگر قانون سے پہلے ضمیر، ایمان، جواب دہی، عدل، تربیت اور اجتماعی نگرانی کی ضرورت ہے۔ جب یہ بنیادیں ختم ہو جائیں تو انسان قانون کو بھی اپنے مفاد کا آلہ بنا لیتا ہے۔ اس لیے قرآن کے نزدیک انسدادِ فساد کا آغاز قلب کی اصلاح سے ہوتا ہے، مگر وہ صرف قلب تک محدود نہیں رہتا، وہ خاندان، بازار، ریاست، عدالت، تعلیم اور دعوت تک پھیلتا ہے۔

3.1 حسد: رشتوں کو اندر سے کھانے والا فساد

حسد قرآنی قصص میں سب سے ابتدائی معاشرتی بیماری کے طور پر سامنے آتا ہے۔ قابیل نے ہابیل کو اس لیے قتل کیا کہ اس کی قربانی قبول نہ ہوئی اور بھائی کی قربانی قبول ہو گئی۔ قرآن اس واقعے کو بنی آدم کے دو بیٹوں کی خبر کے طور پر بیان کرتا ہے، مگر اصل میں یہ ہر زمانے کے انسان کے لیے تنبیہ ہے کہ جب دل میں تقویٰ نہ رہے تو بھائی بھی بھائی کا خون بہا سکتا ہے[3]۔

قصہ یوسف میں حسد کی دوسری صورت ملتی ہے۔ یہاں قتل کی کوشش خاندان کے اندر پیدا ہونے والی رقابت سے جنم لیتی ہے۔ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ صرف ایک شخص پر ظلم نہیں تھا، بلکہ باپ کے دل، گھر کے سکون، اعتماد کی فضا اور خاندانی وحدت پر حملہ تھا۔ یہ حسد آہستہ آہستہ سازش، جھوٹ، فریب اور اجتماعی جرم میں بدل گیا[4]۔

حسد کا قرآنی انسداد تقویٰ، رضا، عدلِ والدین، محبت کی متوازن تقسیم، سچائی اور معافی سے ہوتا ہے۔ قابیل کے مقابلے میں ہابیل نے تقویٰ کو معیار بنایا اور کہا کہ اللہ متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے[5]۔ قصہ یوسف میں یوسف علیہ السلام نے انتقام کے بجائے عفو و درگزر کا راستہ اختیار کیا، جس سے ٹوٹا ہوا خاندان دوبارہ جڑ گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد کا علاج محض نصیحت سے نہیں، بلکہ روحانی تربیت، تعلقات میں انصاف، غلطی کے اعتراف اور معافی کے اجتماعی ماحول سے ممکن ہوتا ہے[6]۔

3.2 بغض اور کینہ: اجتماعی اعتماد کا قاتل

بغض حسد سے اگلا مرحلہ ہے۔ حسد میں انسان دوسرے کی نعمت دیکھ کر جلتا ہے، جبکہ بغض میں وہ دوسرے کے وجود، عزت اور کامیابی کو برداشت نہیں کرتا۔ قرآنی قصص میں انبیاء کے مخالفین اکثر اسی نفسیات کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ قوم نوح نے دعوت کو سننے کے بجائے ضد کا راستہ اختیار کیا، قوم عاد نے طاقت کے غرور میں حق کو رد کیا، فرعون نے بنی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

اسرائیل کے وجود کو خطرہ سمجھ کر ان پر ظلم کیا[7]۔

بغض معاشرے میں تین خرابیاں پیدا کرتا ہے :انصاف کی نظر ختم ہو جاتی ہے، خیر خواہی کی جگہ بدخواہی آ جاتی ہے، اور اختلاف دشمنی میں بدل جاتا ہے۔ جب قومیں اسی مزاج میں گرفتار ہوتی ہیں تو وہ مصلحین کو دشمن سمجھنے لگتی ہیں۔ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو معاشی دیانت کی دعوت دی، مگر قوم نے اسے اپنی آزادی، تجارت اور مفاد پر حملہ سمجھا[8]۔

قرآن اس بیماری کا علاج ایمان کی اخوت، عدل اور خیر خواہی سے کرتا ہے۔ انبیاء کی دعوت میں بار بار »یا قوم« کا لفظ آتا ہے، یعنی وہ مخالف قوم کو بھی اپنی قوم کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ یہ اسلوب بتاتا ہے کہ اصلاح بغض کے لہجے سے نہیں بلکہ خیر خواہی کے لہجے سے شروع ہوتی ہے۔ نبی کی زبان میں قوم کے لیے نفرت نہیں، درد ہوتا ہے۔ یہی اصول آج کے اختلاف زدہ معاشروں کے لیے نہایت معنی خیز ہے۔

3.3 تکبر و سرکشی :فساد کی سیاسی اور اخلاقی جڑ

قرآنی قصص میں تکبر فساد کی سب سے خطرناک جڑوں میں سے ہے۔ ابلیس کا انکار اصل میں حکمِ الٰہی کے مقابلے میں اپنی برتری کا دعویٰ تھا »أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ«، میں اس سے بہتر ہوں[9]۔ یہ ایک جملہ انسانی تاریخ کے ہر تکبر کی بنیاد کو ظاہر کرتا ہے :نسل کا تکبر، علم کا تکبر، طاقت کا تکبر، مال کا تکبر اور منصب کا تکبر۔

فرعون اسی ابلیسی مزاج کی سیاسی صورت ہے۔ اس نے اپنی قوم کو طبقوں میں تقسیم کیا، ایک گروہ کو کمزور بنایا، ان کے بیٹوں کو قتل کیا اور عورتوں کو زندہ چھوڑا[10]۔ یہ صرف ایک حکمران کا ظلم نہیں بلکہ ریاستی سطح پر فساد کا نمونہ ہے۔ جب اقتدار سے جواب دہی نکل جائے اور طاقت خود کو قانون سے بالا سمجھنے لگے تو فرعونیت پیدا ہوتی ہے۔

انسدادِ تکبر کے قرآنی اصول تین ہیں :بندگی کا شعور، آخرت کی جواب دہی اور انسانوں کی مساوات۔ بندگی انسان کو یاد دلاتی ہے کہ وہ مالک نہیں، مملوک ہے،آخرت کا تصور اسے بتاتا ہے کہ اقتدار عارضی ہے ، مساوات اسے سمجھاتی ہے کہ انسان کی عزت مال، نسل اور طاقت سے نہیں بلکہ تقویٰ، عدل اور کردار سے ہے۔ اسی لیے قرآن فرعون کے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام کو کھڑا کرتا ہے، جو طاقت کے غرور کے سامنے حق کی صداقت، صبر اور ربانی اعتماد کے ساتھ آتے ہیں[11]۔

3.4 قتل و غارت :انسانی حرمت کے خلاف سب سے بڑا فساد

قابیل و ہابیل کا واقعہ انسانی خون کی حرمت کا بنیادی قرآنی مقدمہ ہے۔ قرآن نے اس قصے کے فوراً بعد بنی اسرائیل پر لکھے گئے اس اصول کو بیان کیا کہ جس نے ایک جان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا، اور جس نے ایک جان کو بچایا گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا[12]۔ یہ آیت انسانی جان کو صرف فرد کا حق نہیں بلکہ پوری انسانیت کی امانت قرار دیتی ہے۔

قتل کا فساد صرف جسم کو ختم نہیں کرتا، یہ خاندان، نسل، معاشرتی اعتماد، قانون کی ہیبت اور انسانی امن کو بھی زخمی کرتا ہے۔ قرآن میں فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کے بچوں کا قتل ایک منظم ریاستی جرم کے طور پر بیان ہوا ہے[13]۔ آج کے دور میں ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی، نسلی قتل، فرقہ وارانہ تشدد اور طاقت کے نام پر کمزوروں کا خون اسی فساد کی جدید صورتیں ہیں۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

انسدادِ قتل کے قرآنی اصولوں میں جان کی حرمت، قصاص کا عادلانہ نظام، صلح و اصلاح، غصے پر قابو، اور ظلم کے اسباب کا خاتمہ شامل ہے۔ قصاص انتقام نہیں، بلکہ معاشرے میں زندگی کی حفاظت کا اصول ہے» :وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ[14]۔ اس کا مقصد خون کے بدلے خون کی اندھی روایت نہیں بلکہ قانون کے ذریعے خونریزی کے سلسلے کو روکنا ہے۔

3.5 ظلم و استحصال :فرعونی نظام کا مرکزی مرض

ظلم قرآنی قصص میں کبھی فرد کا عمل ہے، کبھی طبقے کا رویہ اور کبھی پورے نظام کی ساخت۔ فرعون کا ظلم اس لیے اہم ہے کہ اس میں سیاسی طاقت، طبقاتی تقسیم، نسلی تحقیر اور جسمانی تشدد ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں بانٹ دیا[15]۔ یہ جملہ ظلم کی سماجی سائنس بیان کرتا ہے :ظالم سب سے پہلے معاشرے کو تقسیم کرتا ہے، پھر ایک طبقے کو کمزور کرتا ہے، پھر اسی کمزوری کو اپنے اقتدار کی بنیاد بناتا ہے۔

ظلم کا دوسرا پہلو قوموں کا انبیاء پر تشدد ہے۔ نوح، ہود، صالح، شعیب اور موسیٰ علیہم السلام کی دعوتوں میں مخالفین کا ردعمل صرف فکری اختلاف نہیں بلکہ دھمکی، اخراج، تضحیک اور طاقت کے استعمال کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ قوم شعیب نے کہا کہ اگر تم ہمارے دین میں واپس نہ آئے تو ہم تمہیں نکال دیں گے[16]۔

انسدادِ ظلم کے لیے قرآن عدل کو محض قانونی اصطلاح نہیں بلکہ دینی فریضہ بناتا ہے۔ عدل کا مطلب یہ ہے کہ طاقت کو حق کے تابع رکھا جائے، کمزور کو قانونی تحفظ ملے، اختلاف کو جرم نہ بنایا جائے، اور معاشرے میں خوف کے بجائے ،امان قائم ہو۔ قرآنی قصص میں مصلحین کا کام یہی ہے کہ وہ ظلم کو صرف برا نہیں کہتے بلکہ اس کے مقابلے میں حق، صبر استقامت، حکمت اور اجتماعی شعور پیدا کرتے ہیں۔

3.6 سحر، فریب اور ذہنی غلامی

قصہ موسیٰ و فرعون میں سحر صرف ایک عجیب واقعہ نہیں بلکہ فریب کے ذریعے عوامی ذہن کو قابو کرنے کی مثال ہے۔ فرعون نے جادوگروں کو جمع کیا تاکہ حق کو تماشے میں بدل دے اور عوام کی نظر میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو جادو کا مقابلہ بنا کر کمزور کر دے[17]۔

یہاں سحر کی ایک سماجی معنویت ہے :جب باطل دلیل سے ہارنے لگتا ہے تو وہ تاثر، پروپیگنڈا، خوف، نمائش اور نفسیاتی دباؤ کا سہارا لیتا ہے۔ فرعون نے بھی عوام کو آزاد سوچنے نہیں دیا، اس نے واقعے کو سیاسی خطرہ، مذہبی بغاوت اور ریاستی مسئلہ بنا کر پیش کیا۔ جادوگروں کا ایمان لانا اس بات کی علامت ہے کہ جب اہلِ فن حقیقت کو پہچان لیتے ہیں تو فریب کا نظام ٹوٹنے لگتا ہے[18]۔

انسدادِ فریب کے قرآنی اصول علم، بصیرت، دلیل، حق گوئی اور خوف سے آزادی ہیں۔ معاشرے کو صرف معلومات ،نہیں بلکہ بصیرت چاہیے، کیونکہ معلومات فریب کا ذریعہ بھی بن سکتی ہیں۔ قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ عوام کو سوچنے، دیکھنے عبرت لینے اور دلیل پر قائم رہنے کی دعوت دیتا ہے۔ اسی اصول کی عصر حاضر میں معنویت بہت واضح ہے، جہاں میڈیا، ڈیجیٹل پروپیگنڈا، جھوٹی خبریں اور مصنوعی تاثر سازی اجتماعی رائے کو متاثر کرتے ہیں۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

3.7 فحاشی اور بے راہ روی: قصہ لوط کی معاشرتی معنویت

قوم لوط کا قصہ قرآن میں اخلاقی فساد کی اجتماعی صورت کے طور پر آتا ہے۔ یہاں مسئلہ صرف ایک فرد کی غلطی نہیں بلکہ پورے معاشرے کا ایک ایسے عمل کو معمول بنا لینا ہے جو فطرت، حیا، خاندان اور اجتماعی اخلاق کے خلاف ہے۔ قرآن نے قوم لوط کے عمل کو فاحشۃ کہا، یعنی کھلی بے حیائی[19]۔

اس قصے میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ قوم نے اصلاح کی آواز کو برداشت نہیں کیا۔ انہوں نے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو بستی سے نکالنے کی بات کی کیونکہ وہ پاک رہنا چاہتے تھے[20]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب معاشرہ اخلاقی انحراف کو معمول بنا لیتا ہے تو پاکیزگی اسے اجنبیت محسوس ہونے لگتی ہے، اور اصلاح کرنے والا شخص متشدد نہیں بلکہ خود مظلوم بن جاتا ہے۔

انسدادِ فحاشی کے قرآنی اصول حیا، نکاح، خاندان کا تحفظ، نگاہ اور خواہش کی تربیت، پاکیزہ ماحول، اور برائی کو معمول ،بننے سے روکنا ہیں۔ قصہ یوسف اس باب میں مثبت نمونہ پیش کرتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے شدید آزمائش میں بھی پاکدامنی خوف خدا اور کردار کی حفاظت کو ترجیح دی[21]۔ اس لیے قرآن صرف منع نہیں کرتا، وہ پاکیزگی کی عملی مثال بھی دیتا ہے۔

3.8 معاشی بددیانتی: قصہ شعیب کا مرکزی سبق

قصہ شعیب معاشی فساد کے خلاف قرآن کا نہایت واضح بیانیہ ہے۔ مدین کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی، لوگوں کی چیزیں کم دیتی اور زمین میں فساد پھیلاتی تھی۔ شعیب علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ پیمانہ اور ترازو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو[22]۔

یہاں ناپ تول صرف بازار کا معاملہ نہیں بلکہ معاشرتی اعتماد کی بنیاد ہے۔ جب تاجر دھوکہ دیتا ہے تو خریدار صرف مال سے محروم نہیں ہوتا، وہ اعتماد کھو دیتا ہے۔ جب اعتماد ختم ہو جائے تو بازار بھی جنگ گاہ بن جاتا ہے، جہاں ہر شخص دوسرے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے معاشی بددیانتی کو فساد فی الارض سے جوڑا ہے۔

انسدادِ معاشی فساد کے قرآنی اصول دیانت، شفافیت، عدل، امانت، خوفِ خدا، کمزور خریدار کا تحفظ، اور دولت کو اخلاق سے جوڑنا ہیں۔ قرآن بازار کو دین سے الگ نہیں کرتا، وہ عبادت گاہ اور بازار دونوں میں ایک ہی خدا کی نگرانی کا شعور پیدا کرتا ہے۔ یہی اصول آج کی تجارت، ٹیکس، بینکاری، آن لائن لین دین، ملاوٹ، جعلی مصنوعات، وزن، میٹر، معاہدات اور اجرت کے نظام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

3.9 سود اور استحصالی معیشت

قرآن نے سود کو صرف مالی معاملہ نہیں بلکہ اخلاقی اور اجتماعی ظلم قرار دیا۔ اگرچہ سود کی تفصیلی حرمت مدنی احکام میں پوری وضاحت سے آئی، ،لیکن قرآنی قصص میں بنی اسرائیل کے بعض جرائم کے ضمن میں سود لینے کا ذکر بھی آتا ہے حالاں کہ انہیں اس سے روکا گیا تھا[23]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استحصالی مالی رویہ سابقہ امتوں میں بھی فساد کا سبب رہا ہے۔

سود کا معاشرتی فساد یہ ہے کہ وہ ضرورت مند کو مدد نہیں بلکہ بوجھ دیتا ہے، قرض کو تعاون کے بجائے جال بنا دیتا ہے، دولت کو گردش کے بجائے ارتکاز کی طرف لے جاتا ہے، اور انسان کے اندر سخت دلی پیدا کرتا ہے۔ قرآن کے نزدیک

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

مال کا صحیح کردار یہ ہے کہ وہ عدل، انفاق، زکوٰۃ، قرضِ حسن، تجارتِ حلال اور اجتماعی بھلائی سے وابستہ رہے۔ جب مال انسان پر غالب آ جائے تو قارونیت پیدا ہوتی ہے۔

انسدادِ سودی ذہنیت کے لیے قرآن معاشی اخلاق کی تربیت کرتا ہے۔ وہ انسان کو بتاتا ہے کہ رزق اللہ کی امانت ہے، دولت امتحان ہے، محتاج کی مدد عبادت ہے، اور معاشی قوت کا مقصد کمزور کو مزید کمزور بنانا نہیں۔ اسی لیے سود کے مقابلے میں صدقہ، انفاق اور قرضِ حسن کی روح رکھی گئی ہے[24]۔

3.10 قارونیت :دولت کا تکبر اور سماجی عدم توازن

قارون کا قصہ بتاتا ہے کہ دولت بذاتِ خود فساد نہیں، مگر دولت کا تکبر فساد ہے۔ قارون کو خزانے دیے گئے، مگر اس نے نعمت کو فضلِ الٰہی کے بجائے اپنی ذاتی قابلیت کا نتیجہ سمجھا» :إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي[25]۔ یہی جملہ ہر اس معاشی غرور کی بنیاد ہے جو دولت کو ذمہ داری کے بجائے برتری کا نشان بنا لیتا ہے۔

قارونیت معاشرے میں دو طرح کا فساد پیدا کرتی ہے۔ امیر طبقہ تکبر میں مبتلا ہوتا ہے، اور کمزور طبقہ حسرت، احساسِ محرومی اور اندھی تقلید میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ قرآن نے دکھایا کہ کچھ لوگ قارون کی شان دیکھ کر کہنے لگے کہ کاش ہمیں بھی ایسا ملتا، مگر اہلِ علم نے انہیں آخرت اور نیک عمل کی یاد دلائی[26]۔

انسدادِ قارونیت کا اصول یہ ہے کہ دولت کو امانت، شکر، انفاق، تواضع اور آخرت کے شعور سے جوڑا جائے۔ قرآن کہتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر تلاش کرو اور دنیا میں اپنا حصہ بھی نہ بھولو، مگر زمین میں فساد نہ چاہو[27]۔ یہ آیت اسلامی معاشی توازن کا خلاصہ ہے :دنیا سے فرار نہیں، مگر دنیا پرستی بھی نہیں، مال کا استعمال، مگر مال کی بندگی نہیں۔

3.11 خاندانی فساد :یوسف علیہ السلام کے قصے کی روشنی میں

،قصہ یوسف خاندانی تعلقات کے اندر پیدا ہونے والے فساد کا بہت گہرا مطالعہ پیش کرتا ہے۔ یہاں بھائیوں کا حسد باپ سے غلط تاثر، گروہی مشورہ، جھوٹا عذر، جعلی خون والی قمیص، اور طویل جدائی سب ایک خاندانی بحران کی مختلف صورتیں ہیں[28]۔ قرآن اس قصے کو اتنی تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ انسان خاندان کے اندر چھوٹے جذبات کے بڑے نتائج کو سمجھ سکے۔

خاندانی فساد کی ایک وجہ محبت میں عدم توازن کا احساس بھی ہے۔ کبھی حقیقتاً ناانصافی ہوتی ہے، کبھی صرف احساسِ محرومی ہوتا ہے، دونوں صورتوں میں والدین، اولاد اور بہن بھائیوں کے درمیان گفتگو، عدل، شفافیت اور تربیت ضروری ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو خواب بیان کرنے میں احتیاط کی تلقین کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان میں ہر بات ہر وقت ہر شخص کے سامنے نہیں کہی جاتی،حکمت بھی تعلقات کی حفاظت کا حصہ ہے[29]۔

انسدادِ خاندانی فساد کے اصولوں میں عدلِ والدین، اولاد کی نفسیات کا لحاظ، بھائی چارے کی تربیت، حسد سے بچاؤ، راز داری کی حکمت، غلطی پر اعتراف، اور معافی شامل ہیں۔ قصہ یوسف کا اختتام انتقام پر نہیں بلکہ خاندان کی بحالی پر ہوتا ہے۔ یہی قرآنی پیغام ہے کہ خاندان میں انصاف کے ساتھ رحمت، اور رحمت کے ساتھ سچائی ضروری ہے۔

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

3.12 عورت، عزت اور پاکدامنی: قصہ یوسف کا مثبت رخ

قصہ یوسف میں ایک طرف اخلاقی آزمائش ہے، دوسری طرف کردار کی بلندی۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو گناہ کی طرف بلایا مگر انہوں نے کہا» :مَعَاذَ اللّٰہِ، اللہ کی پناہ[30]۔ یہ جملہ بتاتا ہے کہ پاکدامنی صرف سماجی خوف سے نہیں بلکہ اللہ کے حضور جواب دہی کے شعور سے پیدا ہوتی ہے۔

یہ قصہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اخلاقی فساد صرف غریب یا کمزور طبقے کا مسئلہ نہیں، محل بھی اخلاقی بحران کا شکار ہو سکتا ہے۔ طاقت، تنہائی، خواہش اور موقع مل کر انسان کو آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی عظمت یہ ہے کہ انہوں نے نہ موقع کو دلیل بنایا، نہ خوف کو عذر، نہ جبر کو قبولیت کا بہانہ۔ انہوں نے قید کو گناہ پر ترجیح دی[31]۔

انسدادِ جنسی و اخلاقی فساد کا قرآنی اصول یہ ہے کہ انسان کے اندر حیا، خدا خوفی، ضبط نفس، پاکیزہ ماحول اور فوری فرار کی حکمت پیدا کی جائے۔ صرف وعظ کافی نہیں، ماحول، قانون، تعلیم، میڈیا، لباس، گفتگو، خلوت اور سماجی رویوں سب کو پاکیزگی کے اصول کے تابع کرنا ہو گا۔ قصہ یوسف آج کے دور میں نوجوانوں، تعلیمی اداروں، دفاتر اور میڈیا کلچر کے لیے غیر معمولی رہنمائی رکھتا ہے۔

3.13 اجتماعی بے حسی: جب معاشرہ برائی کا عادی ہو جائے

قرآنی قصص کا ایک اہم سبق یہ ہے کہ فساد ہمیشہ چند افراد سے شروع ہوتا ہے، مگر اگر معاشرہ خاموش رہے تو وہ اجتماعی عادت بن جاتا ہے۔ قوم لوط کے معاملے میں برائی اتنی عام ہو چکی تھی کہ پاکیزگی جرم محسوس ہونے لگی۔ قوم شعیب کے ہاں معاشی بددیانتی معمول بن گئی تھی۔ فرعون کے ہاں ظلم ریاستی پالیسی تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی بے حسی بھی فساد کی شریک ہوتی ہے۔

قرآن برائی کو صرف انفرادی گناہ کے طور پر نہیں دیکھتا، وہ اس کے اجتماعی پھیلاؤ کو بھی موضوع بناتا ہے۔ جب ،لوگ ظلم دیکھ کر خاموش رہیں، ناپ تول کی کمی کو کاروباری چالاکی سمجھیں، فحاشی کو آزادی کا نام دیں، تکبر کو قیادت سمجھیں اور استحصال کو کامیابی کہیں تو معاشرہ اندر سے مرنے لگتا ہے۔ اسی مرحلے پر انبیاء کی دعوت »اصلاح «کے عنوان سے سامنے آتی ہے۔ شعیب علیہ السلام نے صاف کہا» :اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ، میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں[32]۔

انسدادِ اجتماعی بے حسی کے لیے قرآن امر بالمعروف، نہی عن المنکر، نصیحت، دعوت، اجتماعی تربیت، اہلِ علم کی ذمہ داری اور عوامی ضمیر کی بیداری کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اصلاح کا مطلب صرف دوسروں پر تنقید نہیں، ،اصلاح پہلے اپنی نیت پھر اپنے گھر، پھر اپنے بازار، پھر اپنے اداروں اور پھر اپنے اجتماعی نظام تک پھیلتی ہے۔

3.14 منکر کے مقابلے میں دعوت کا اسلوب

،قرآنی قصص میں انبیاء کا اسلوب اصلاحی ہے، انتقامی نہیں۔ وہ قوم کو ذلیل کرنے نہیں آتے، بچانے آتے ہیں۔ نوح ہود، صالح، شعیب اور لوط علیہم السلام بار بار اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہیں، دلیل دیتے ہیں، اللہ کی طرف بلاتے ہیں، عذاب سے ڈراتے ہیں اور رحمت کا راستہ دکھاتے ہیں[33]۔

دعوت کے اس اسلوب میں چند اصول نمایاں ہیں: مخاطب کی خیر خواہی، واضح دلیل، نرم آغاز، حق پر استقامت، برائی کی صریح نشاندہی، ذاتی مفاد سے براءت، اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا۔ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میری توفیق اللہ ہی سے ہے، اسی پر بھروسا کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں[34]۔

عصر حاضر میں اصلاحی گفتگو کا فقدان ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کبھی دین کے نام پر سختی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ مخاطب دور ہو جاتا ہے، اور کبھی نرمی کے نام پر حق ہی چھپا دیا جاتا ہے۔ قرآنی قصص ان دونوں انتہاؤں سے بچاتے ہیں۔ انبیاء حق چھپاتے نہیں، مگر اسے خیر خواہی کے ساتھ پیش کرتے ہیں، وہ قوم سے نفرت نہیں کرتے، مگر قوم کے فساد سے سمجھوتہ بھی نہیں کرتے۔

3.15 قانون، تربیت اور روحانیت کا باہمی ربط

قرآن کا انسدادی نظام تین سطحوں پر کام کرتا ہے: روحانی، اخلاقی اور قانونی۔ روحانی سطح پر ایمان، تقویٰ، آخرت اور جواب دہی کا شعور ہے۔ اخلاقی سطح پر عدل، عفو، حیا، دیانت، صبر، تواضع اور امانت ہے۔ قانونی سطح پر قصاص، حدود، معاملات، پیمانہ، گواہی، معاہدہ اور اجتماعی نظم ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک سطح ختم ہو جائے تو اصلاح ادھوری رہتی ہے۔

مثال کے طور پر قتل کو روکنے کے لیے صرف قانون کافی نہیں، کیونکہ قابیل نے قانون سے پہلے تقویٰ کھویا تھا۔ فحاشی کو روکنے کے لیے صرف سزا کافی نہیں، کیونکہ یوسف علیہ السلام کا اصل دفاع اندر کی خدا خوفی تھی۔ معاشی بددیانتی کو روکنے کے لیے صرف مارکیٹ ریگولیشن کافی نہیں، کیونکہ مدین کا مسئلہ پیمانے کے ساتھ ضمیر کا بھی تھا۔ ظلم کو روکنے کے لیے صرف نصیحت کافی نہیں، کیونکہ فرعون کے مقابلے میں اجتماعی نجات، قیادت اور ربانی مدد بھی ضروری تھی۔

یہی جامعیت قرآنی اصولوں کو عصری معاشرتی اصلاح کے لیے کارآمد بناتی ہے۔ جدید معاشرے نے قانون کو بہت پھیلا دیا مگر ضمیر کو کمزور چھوڑ دیا، تعلیم کو وسیع کیا مگر حکمت کو محدود رکھا، آزادی کو عام کیا مگر ذمہ داری کو کم کر دیا۔ قرآنی قصص یاد دلاتے ہیں کہ اصلاح کے لیے قانون، کردار، ایمان اور اجتماعی نظم کو ایک دوسرے سے جوڑنا ہو گا۔

3.16 تعلیم و تربیت کا کردار

معاشرتی مفاسد کے انسداد میں تعلیم بنیادی کردار ادا کرتی ہے، مگر قرآنی تصور میں تعلیم صرف معلومات کا نام نہیں۔ تعلیم وہ ہے جو انسان کو حق و باطل، عدل و ظلم، پاکیزگی و آلودگی، امانت و خیانت، اور شکر و تکبر کے فرق سے آگاہ کرے۔ لقمان کی نصیحتیں اس پہلو سے نہایت اہم ہیں: توحید، والدین کے ساتھ حسن سلوک، نماز، امر بالمعروف، صبر، تکبر سے بچاؤ، رفتار و آواز میں اعتدال[35]۔

لقمان کا اسلوب بتاتا ہے کہ بچے کو صرف حکم نہیں دیا جاتا، اسے محبت، حکمت اور ترتیب کے ساتھ زندگی کا شعور دیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ، پھر شکر، پھر عبادت، پھر سماجی ذمہ داری، پھر اخلاقی تہذیب۔ اگر تعلیم سے یہ ترتیب نکل جائے تو علم ہنر تو دے سکتا ہے، انسانیت نہیں دے سکتا۔

آج کے نظامِ تعلیم میں قرآنی قصص کو اخلاقی تربیت، سماجی شعور، کردار سازی، خاندانی استحکام اور معاشی دیانت کے

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

نصاب کے طور پر پڑھانے کی ضرورت ہے۔ قصہ یوسف نوجوانوں کو پاکدامنی اور معافی سکھاتا ہے، قصہ شعیب تجارت کی اخلاقیات سکھاتا ہے،قصہ فرعون طاقت کے خطرات بتاتا ہے ،قصہ قارون دولت کی آزمائش واضح کرتا ہے ، قصہ لقمان تربیت کا طریقہ سمجھاتا ہے۔

3.17 خاندان :انسدادِ فساد کی پہلی درس گاہ

قرآن کے نزدیک معاشرے کی پہلی درس گاہ خاندان ہے۔ اگر خاندان میں عدل، محبت، حیا، گفتگو، صبر، ادب اور دین کا ماحول ہو تو معاشرے میں فساد کم ہوتا ہے۔ قصہ یوسف بتاتا ہے کہ خاندان کے اندر پیدا ہونے والی رقابت ایک بڑے بحران میں بدل سکتی ہے،قصہ لقمان بتاتا ہے کہ باپ کی حکیمانہ نصیحت نسلوں کو سنوار سکتی ہے ، قصہ مریم پاکیزہ پرورش اور اللہ پر توکل کا نمونہ پیش کرتا ہے[36]۔

خاندانی سطح پر انسدادِ مفاسد کے لیے چند اصول خاص طور پر اہم ہیں :والدین کا عدل، اولاد کی سنجیدہ تربیت، رزقِ حلال، حیا کا ماحول، گفتگو کی نرمی، غلطی پر اصلاح، راز داری، رشتہ داروں کے حقوق، اور معافی کی فضا۔ خاندان اگر صرف معاشی یونٹ بن جائے اور تربیتی مرکز نہ رہے تو بچے باہر سے شناخت لیتے ہیں، اور باہر کا ماحول ہمیشہ محفوظ نہیں ہوتا۔

،اس لیے قرآن خاندان کو فرد اور ریاست کے درمیان ایک اخلاقی پل بناتا ہے۔ جب گھر درست ہو تو بازار، مدرسہ دفتر اور ریاست میں درست انسان جاتے ہیں۔ جب گھر ٹوٹتا ہے تو معاشرہ اصلاحی اداروں پر اضافی بوجھ ڈال دیتا ہے۔ قرآنی قصص اس حقیقت کو کہانی کی صورت میں دل پر نقش کرتے ہیں۔

3.18 بازار اور معاشی ادارے :دیانت کا اجتماعی نظام

معاشی فساد کے انسداد کے لیے قرآن صرف فرد تاجر کو نہیں پکارتا بلکہ پورے بازار کے اخلاقی ماحول کو درست کرنا چاہتا ہے۔ شعیب علیہ السلام کی دعوت میں پیمانہ، ترازو، لوگوں کے حقوق، زمین میں فساد اور اللہ کی عبادت سب ایک ساتھ آتے ہیں[37]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اور تجارت کو دو الگ خانوں میں تقسیم کرنا قرآنی تصور کے خلاف ہے۔

بازار میں فساد کی جدید صورتیں بہت وسیع ہیں :ملاوٹ، جعلی ادویات، کم وزن، غلط اشتہار، صارف کو دھوکہ، سودی قرض، رشوت، ٹیکس چوری، اجرت کی تاخیر، معاہدے کی خلاف ورزی، ڈیجیٹل فراڈ، اور غریب کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا۔ اگر ان سب کو صرف تکنیکی مسئلہ سمجھا جائے تو حل ادھورا رہے گا،یہ اخلاقی اور ایمانی مسئلہ بھی ہے۔

،قرآنی اصول یہ ہے کہ معاشی اداروں میں شفاف پیمانہ، واضح معاہدہ، منصفانہ اجرت، صارف کا حق، مزدور کا حق ،قرض دار کے ساتھ نرمی، مال کی پاکیزگی اور اجتماعی نگرانی ہو۔ شعیب علیہ السلام کا قصہ آج کے ریگولیٹری نظام، صارف تحفظ مارکیٹ اخلاقیات، اسلامی مالیات اور کاروباری تعلیم کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

3.19 ریاست اور اقتدار :فرعونیت سے بچاؤ

ریاستی سطح پر فساد کا سب سے بڑا قرآنی نمونہ فرعون ہے۔ فرعون نے اقتدار کو خدمت نہیں بلکہ تسلط سمجھا۔ اس نے اپنی قوم کو فکری طور پر بھی قابو کیا اور سیاسی طور پر بھی۔ قرآن اس کا دعویٰ نقل کرتا ہے کہ کیا مصر کی بادشاہی میری

نہیں؟[38]۔ یہ اقتدار کی وہ نفسیات ہے جس میں حاکم ریاست کو اپنی ملکیت سمجھنے لگتا ہے۔

فرعونیت کی علامات میں شخصیت پرستی، خوف کا نظام، طبقاتی تقسیم، کمزور طبقے پر ظلم، سچ بولنے والوں کی تذلیل، اہلِ ایمان کی نگرانی، اور مذہب کو سیاسی مفاد کے لیے استعمال کرنا شامل ہیں۔ جادوگروں کے ایمان لانے پر فرعون کا ردعمل یہی تھا کہ تم نے میری اجازت سے پہلے ایمان لے آئے[39]۔ یعنی وہ ضمیر تک کو اپنی اجازت کا محتاج سمجھتا تھا۔

انسدادِ فرعونیت کے قرآنی اصول عدل، جواب دہی، مشاورت، کمزوروں کا تحفظ، حق گوئی، قانون کی بالادستی، اور اقتدار کو امانت سمجھنا ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا کردار بتاتا ہے کہ ظالم اقتدار کے سامنے حق کہنا بھی اصلاح کا حصہ ہے، مگر اس کے لیے حکمت، صبر، دعا، تیاری اور رب پر اعتماد ضروری ہے۔

4. عصری معنویت عصر حاضر کے معاشرے کے لیے قرآنی رہنمائی:

آج کا معاشرہ ٹیکنالوجی، تعلیم، معیشت اور ابلاغ میں بہت آگے بڑھ چکا ہے، مگر اس کے بنیادی اخلاقی مسائل وہی ہیں جنہیں قرآنی قصص نے بیان کیا تھا۔ حسد اب صرف گھر میں نہیں، سوشل میڈیا پر بھی ہے، تکبر اب صرف بادشاہوں میں نہیں، علمی، طبقاتی، لسانی اور معاشی شناختوں میں بھی ہے، ،فریب اب صرف جادوگروں کے ہاتھ میں نہیں، ڈیجیٹل پروپیگنڈا جھوٹی خبر اور مصنوعی تصویر کے ذریعے بھی ہے، ناپ تول کی کمی اب صرف ترازو میں نہیں، ڈیٹا، معاہدے، وقت، اجرت اور معیار میں بھی ہے۔

قرآنی قصص کی عصری معنویت یہ ہے کہ وہ مسئلے کی شکل بدل جانے کے باوجود اس کی جڑ کو پہچانتے ہیں۔ قابیل کا حسد، فرعون کا تکبر، قارون کا مال، قوم شعیب کی بددیانتی، قوم لوط کی اخلاقی بے راہ روی، اور یوسف علیہ السلام کی آزمائش آج بھی نئے لباس میں موجود ہیں۔ اس لیے قرآن کا پیغام قدیم واقعہ نہیں، زندہ اصول ہے۔

معاشرتی اصلاح کے لیے آج مدارس، جامعات، میڈیا، عدلیہ، بازار، خاندان، مساجد، سول سوسائٹی اور ریاست سب کو ان اصولوں سے رہنمائی لینی چاہیے۔ اگر قصص القرآن کو صرف بچوں کی کہانیوں تک محدود رکھا گیا تو اس کا بڑا اصلاحی مقصد ضائع ہو جائے گا۔ انہیں سماجی اخلاق، قانون، معیشت، قیادت، خاندانی زندگی اور شہری تربیت کے بنیادی نصاب کے طور پر پڑھنا ہو گا۔

5. خلاصۃ البحث

قرآنی قصص سے معاشرتی مفاسد کے انسداد کے چند جامع اصول سامنے آتے ہیں۔ پہلا اصول توحید ہے، کیونکہ توحید انسان کو خواہش، مال، طاقت اور نفس کی بندگی سے آزاد کرتی ہے۔ دوسرا اصول تقویٰ ہے، کیونکہ تقویٰ چھپے ہوئے جرم کو بھی روکتا ہے۔ تیسرا اصول عدل ہے، کیونکہ عدل کے بغیر معاشرتی اعتماد قائم نہیں رہتا۔ چوتھا اصول حیا ہے، کیونکہ حیا انسان کی خواہش کو تہذیب دیتی ہے۔ پانچواں اصول امانت ہے، کیونکہ امانت ہی خاندان، بازار اور ریاست کو قابل اعتماد بناتی ہے۔

چھٹا اصول عفو و اصلاح ہے۔ یوسف علیہ السلام نے بدلہ لے سکتے تھے، مگر انہوں نے معافی سے خاندان کو بحال کیا[40]۔ ساتواں اصول امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے، کیونکہ خاموش معاشرہ فساد کو معمول بنا دیتا ہے۔ آٹھواں اصول علم و بصیرت ہے، کیونکہ فریب کا مقابلہ جہالت سے نہیں ہو سکتا۔ نواں اصول جواب دہی ہے، کیونکہ آخرت کا یقین طاقت ور کو بھی محدود کرتا ہے۔ دسواں اصول رحمت ہے، کیونکہ اصلاح نفرت سے نہیں پھیلتی۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

یہ اصول الگ الگ نہیں بلکہ ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ تقویٰ کے بغیر عدل کمزور ہو جاتا ہے، عدل کے بغیر رحمت جانبداری بن سکتی ہے، علم کے بغیر دعوت سطحی رہتی ہے ،امانت کے بغیر معیشت بکھر جاتی ہے ، حیا کے بغیر خاندان کمزور ہو جاتا ہے، اور جواب دہی کے بغیر اقتدار فرعونیت میں بدل جاتا ہے۔

نتائج مقالہ:

اس مضمون کے حوالے سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. قرآنی قصص معاشرتی مفاسد کو محض نظری انداز میں نہیں، بلکہ واقعات کے ذریعے سمجھاتے ہیں؛ اسی لیے ان کا اثر خشک قانون کے مقابلے میں زیادہ گہرا اور دیرپا ہوتا ہے۔
2. قرآن فساد کو صرف ظاہری جرم نہیں سمجھتا، بلکہ اس کے باطنی محرکات کو بھی موضوع بناتا ہے، جیسا کہ حسد، کبر، حرص، شہوت اور خوف وغیرہ۔
3. ہر فساد کا کوئی نہ کوئی اجتماعی اثر ضرور ہوتا ہے۔ حسد خاندان کو توڑتا ہے، تکبر عدل کو ختم کرتا ہے، قتل انسانیت کو زخمی کرتا ہے، فحاشی حیا اور خاندان کو کمزور کرتی ہے، جبکہ سود اور ناپ تول میں کمی معاشی اعتماد کو تباہ کرتی ہے۔
4. قرآنی انسدادی اصول جامع ہیں۔ وہ ایمان، اخلاق، قانون، تربیت، دعوت اور اجتماعی نظم کو ایک ساتھ لے کر چلتے ہیں۔
5. معاشرتی مفاسد کے علاج کے لیے خاندان، تعلیم، بازار، میڈیا، مسجد، عدالت اور ریاست کے درمیان ہم آہنگی ضروری ہے۔

حوالہ جات

[1] القرآن، 5:27-32؛ 12؛ القصص 28:4، 76-83؛ الاعراف 7:80-84، 85-93
Al-Qurʾān, al-Māʾidah 5:27-32; Yūsuf 12; al-Qaṣaṣ 28:4, 76-83; al-Aʿrāf 7:80-84, 85-93

[2] القرآن، 7:56؛ البقرہ 2:11-12

Al-Qurʾān, al-Aʿrāf 7:56; al-Baqarah 2:11-12

[3] القرآن، 5:27-30

Al-Qurʾān, 5:27-30

[4] القرآن، 12:8-18

Al-Qurʾān, 12:8-18

[5] القرآن، 5:27

Al-Qurʾān, 5:27

[6] القرآن، 12:92

Al-Qurʾān, 12:92

[7] القرآن، 11:25-49؛ الفجر 89:6-14؛ القصص 28:4

Al-Qurʾān, 11:25-49; al-Fajr 89:6-14; al-Qaṣaṣ 28:4

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

8 القرآن،11:84-95

Al-Qurʾān,11:84-95

9 القرآن،7:12

Al-Qurʾān, 7:12

10 القرآن،28:4

Al-Qurʾān, 28:4

11 القرآن،20:43-48

Al-Qurʾān, 20:43-48

12 القرآن،5:32

Al-Qurʾān, 5:32

13 القرآن،28:4

Al-Qurʾān, 28:4

14 القرآن،2:179

Al-Qurʾān, 2:179

15 القرآن،28:4

Al-Qurʾān, 28:4

16 القرآن،7:88

Al-Qurʾān, 7:88

17 القرآن،7:109-126؛ طٰہٰ 20:57-73

Al-Qurʾān, 7:109-126; Ṭāhā 20:57-73

18 القرآن،20:70

Al-Qurʾān, 20:70

19 القرآن،7:80-84؛ النمل 27:54-58

Al-Qurʾān, 7:80-84; al-Naml 27:54-58

20 القرآن، 7:82

Al-Qurʾān, 7:82

21 القرآن،12:23-34

Al-Qurʾān, 12:23-34

22 القرآن، 7:85؛ ہود 11:84-85

Al-Qurʾān, 7:85; Hūd 11:84-85

23 القرآن، 4:161

Al-Qurʾān, 4:161

24 القرآن، البقرہ 2:275-280

Al-Qurʾān, 2:275-280

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.5, Issue 01, January to June. 2026,
Page No. 42-54

[25] القرآن، 28:78

Al-Qurʾān, 28:78

[26] القرآن، 28:79-80

Al-Qurʾān, 28:79-80

[27] القرآن، 28:77

Al-Qurʾān, 28:77

[28] القرآن، 12:8-18

Al-Qurʾān, 12:8-18

[29] القرآن، 12:5

Al-Qurʾān,12:5

[30] القرآن، 12:23

Al-Qurʾān,12:23

[31] القرآن، 12:33

Al-Qurʾān, 12:33

[32] القرآن، 11:88

Al-Qurʾān, 11:88

[33] القرآن، 7:59-93

Al-Qurʾān, 7:59-93

[34] القرآن، 11:88

Al-Qurʾān, 11:88

[35] القرآن، 31:13-19

Al-Qurʾān, 31:13-19

[36] القرآن، 12؛ لقمان 31:13-19؛ آل عمران 3:35-37

Al-Qurʾān, 12; Luqmān 31:13-19; Āl ʿImrān 3:35-37

[37] القرآن، 7:85

Al-Qurʾān, 7:85

[38] القرآن، 43:51

Al-Qurʾān, 43:51

[39] القرآن، 20:71

Al-Qurʾān, 20:71

[40] القرآن، 12:92

Al-Qurʾān,12:92